

## مدیر کے نام

عبدالقدیر سلیم، کراچی

مراد ہوف مین کے مقالے پر آپ نے میرا تمبرہ شائع کیا، شکریہ۔

تکثیریت (pluralism) اور رواداری جو ہوف مین کے خطبات کا مرکزی موضوع ہیں، اب بے موسم کی باش کی طرح ہمارے اہل فکر، خصوصاً نوجوان ذہنوں کی ”آب یاری“ کر رہے ہیں۔ ”جدید جمہوری مہذب معاشرے“ (civil society) کا آئیڈیل بے شک اسلام کے دائمی مہذب اصولوں سے ہم آہنگ ہے، مگر اس سے ایک ایسا معاشرہ مراد لیتا، جہاں ”اخلاقی تکثیریت“ ہو، اسلام کے دائمی آفاقی نظام اقدار کی نفی کرتا ہے اور مغربی یلغار (مغرب، کوئی جغرافیائی تصور نہیں، بلکہ ایک فکری نظام ہے) کو خوش آمدید کہتا ہے۔

خصوصاً پاکستان میں اسی فکر کو ایک محدود دائرے میں رکھ کر تاریخ پاکستان اسلامی ریاست اور معاشرے کے لیے جدوجہد کی نفی کرنے اور برعظیم کی ایک ”مشترکہ تاریخ“ از سر نو تصنیف کرنے کے لیے کوشش ہو رہی ہے، تاکہ دو قومی نظریے کی نفی ہو اور ایک ”پرامن، ہم آہنگ اور مہذب“ معاشرہ جنم لے کہ اس سے پہلے ہندوؤں کے ہیر و مسلمانوں کے وکٹ اور مسلمانوں کے ہیر و (حمود غزنوی، غوری اورنگ زیب عالم گیر) ہندوؤں کے نزدیک ڈاکو لیرے اور غاصب تھے۔ مفروضہ یہ ہے کہ اگر برعظیم میں تاریخ کا یکساں نصاب رائج کر دیا جائے تو تناؤ، نفرت اور جنگوں سے بچا جاسکتا ہے۔ ان حالات میں میرے خیال میں مداحت مناسب رویہ نہیں، بلکہ سورہ الممتحنہ پر غور و فکر اور اس کی عملی تلاوت ہی بہتر حکمت عملی ہے۔

احمد اشرف، کراچی

اشارات (مئی ۲۰۰۱ء) بہت خوب ہیں۔ قرآن فہمی کے سلسلے میں سید مودودیؒ کے ”مقدمہ“ تفہیم القرآن کے بعد ایسی دل کش تحریر سے سابقہ پڑا۔ آپ نے کمال کیا کہ تصوف پر براہ راست کسی قسم کا اعتراض کرنے کے بجائے ڈاکٹر اقبال کے مضمون کا حوالہ دیا جس میں انھوں نے ”شعور ولایت“ اور ”شعور نبوت“ کی اصطلاحیں استعمال کر کے عربی اسلام اور عجمی اسلام کا فرق بتا دیا ہے۔

”کلام نبوی کی کرئیں“ میں یہ پڑھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ نبی کریمؐ نے ایک بدو کے درشت رویے کے باوجود اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجور کے بورے لدا دیے۔ کون تصور کر سکتا ہے کہ حضورؐ اخلاق کے کس معیار پر تھے!

عبداللہ جان عزیز، ڈیرہ غازی خان

اپریل ۲۰۰۱ء کے شمارے میں بھکر سے محمد عبداللہ صاحب نے تو را کینہ قاضی کے مضمون: ”عالمی معاشرے میں شادی اور خاندان کا مرکزی کردار (مارچ ۲۰۰۱ء) میں اصل انگریزی الفاظ کو بغیر مناسب اصطلاحات کے شائع کرنے کو غیر مناسب سمجھا۔ آج کل عرب دنیا میں گلوبلائزیشن کے الفاظ کو العولمة سے ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ گلوبل ازم کے لیے بھی العولمة کا لفظ مستعمل ہے۔ گلوبلینا کے بجائے مناسب عالمیانہ ہے۔ گلوبلائزیشن کے لیے عالم گیریت کے بجائے عالمیت بہتر محسوس ہوتا ہے اور انٹرنیشنل کے لیے عالمی۔

منور بخاری، لاہور

”موثر اور کامیاب شخصیت“ (مئی ۲۰۰۱ء) بہت مفید ہے۔ یہ تحریر ایک اہم تحریر کی ضرورت پوری کرتی ہے۔ ضرورت